مولانا ذوالفقار علی دیوبندی

حیات اور علمی کارنامے

قسط (۱)

محمد نجم خاں، ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

نسل اور خاندان:

قصبہ دیوبند یوپی کے ضلع سہارنپور میں واقع ہے۔ یہ شرفاء کا قصبہ ہے۔ زیادہ تر صدیقی فاروقی اور عثمانی شیوخ ... ہے۔ زمانۂ قدیم میں یہ کافروں کی بستی تھی۔ جس کا ثبوت یہاں کے قدیم مناور ہیں۔

قدیم تذکرہ "زبدۃ المقامات" میں اس کے پرانے مترادف "دیوی کنڈ" کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس میں لکھا ہے "دیبن موضع است از مضافات سہارنپور (۱) یہ قصبہ اکابر مشائخ کی قیام گاہ رہا ہے۔ چنانچہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ نے یہاں کافی عرصہ تک قیام کیا ہے۔ اور ان کے رفقاء افکار بھی رہے ہیں، قابل ذکر ناموں میں مولانا سید مقبول احمد، مولوی شمس الدین، شیخ رجب علی شیخ منور علی، مولوی بشیر اللہ، مولوی زفیر الدین، شیخ عبدالرزاق، شیخ حفیظ اللہ ہیں۔ سید احمد شہیدؒ سے بہت سے لوگ مرید ہوئے جن کی اولاد میں سید محمد عابد، شاہ رفیع الدین۔ مولانا ذوالفقار علی، مولانا مہتاب علی ہیں۔ مولانا ذوالفقار علی کا دیوبند کے عثمانی شیوخ سے نسبی تعلق ہے۔ یہ سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد شیخ فتح علی، آپ کے تین بھائی مولانا مہتاب علی، مولانا ذوالفقار علی، مولانا مسعود علی ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کے بڑے بھائی مولانا مہتاب علی نے عربی کالج دہلی میں استاذ العلماء مولانا مملوک علی سے تعلیم حاصل کی۔

---

(۱) تاریخ دیوبند از زبدۃ المقامات ص: ۲۱

ان کا قیام زیادہ تر دیوبند میں رہا۔ ان کا شمار مدرسہ عربیہ دیوبند کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تادم حیات مدرسہ کی ترقی کے لئے جدوجہد کی۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم مولانا محمود حسن (شیخ الہند) نے ابتدائی فارسی اور عربی کی کتابیں آپ ہی سے پڑھیں۔

پیدائش اور تعلیم:

مولانا ذوالفقار علی ۱۲۴۷ھ میں بمقام دیوبند پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم دیوبند میں حاصل کی بعدازاں اس وقت کے مشہور عربی کالج دہلی میں داخلہ لیا۔ یہاں استاذ العلماء مولانا مملوک علی نانوتوی اور مفتی صدرالدین آزردہ سے استفادہ کیا۔ اور وہاں سے تعلیم مکمل کرکے بریلی کالج میں ملازم ہوگئے۔ (۱)

مولانا عبدالحئی الحسنی نے ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی سوانحی و علمی تفصیلات یوں لکھی ہے۔

"الشیخ الفاضل ذوالفقار علی بن فتح علی الحنفی الدیوبندی احد العلماء المشهورین فی الفنون الادبية ولد ونشأ بدیوبند وسافر للعلم الی دهلی، فقرأ الكتب الدرسية علی مولانا مملوک علی نانوتوی والمفتی صدرالدین الدهلوی ولازمهما ملازمة طويلة حتی برع وفاق اقرانه فی المعانی والبیان والنحو وقرض الشعر، وولی تفتيش المدارس الابتدائية من تلقاء الحكومة، فاستمر علی ذالک سنين ... لقيته ... فوجدته حبراً ماهراً بالفنون الادبية بين الكهولة والشيخوخة۔" (۲)

اولاد واحفاد:

آپ کے اولاد واحفاد میں آٹھ افراد ہیں۔ آپ کی دو صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے ہیں۔ (۱) مولانا محمود حسن (شیخ الہند) (۲) مولانا حامد حسن (۳) حکیم محمد حسن (۴) مولانا احمد حسن۔

---

(۱) نزہۃ الخواطر ص: ...

(۲) تاسیس دارالعلوم دیوبند ص ۱۸

(۱) مولانا محمود حسن، اکابر دیوبند میں سے سیاسی مصروفیت کے ساتھ دارالعلوم سے ہمیشہ تعلق اور سرپرستی رہی۔

۲ - حامد حسن، مولانا ان کی ملازمت کا بیشتر وقت ضلع بجنور میں گزرا (م ۱۳۲۹ھ)

۳ - مولانا حاج حکیم محمد حسن نے ازابتدا تا انتہا دارالعلوم دیوبند ہی میں حصول علم کیا، ۱۲۹۰ھ میں فراغت ہوئی۔ کچھ دنوں گنگوہ میں قیام کر کے اسباق حدیث مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھا بعدہٗ دہلی چلے گئے جہاں علم حکمت وطب حکیم عبدالمجید خاں سے حاصل کی مولانا گنگوہی سے شرف بیعت بھی ملا، ۱۳۰۲ھ میں دارالعلوم دیوبند ہی میں بحیثیت استاذِ طب تقرر ہوا۔ ان کے ذمہ طلبہ کے علاج ومعالجہ کے علاوہ تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابیں پڑھانا تھا۔ ۱۳۲۳ھ روداد دارالعلوم میں دوبارہ آ، مولانا تحریر ہے کہ دارالعلوم کو ایک ایسے عالم کی ضرورت تھی جو علوم اسلامیہ کے علاوہ طب کی بھی تعلیم دے سکے۔ اور حسب ضرورت طلبا کی مداوت بھی کرسکے، اس ضرورت کے تحت ۱۳۰۲ھ میں ان کا تقرر ہوا۔ اور اس وقت سے برابر درسی کتب کی تدریس کے علاوہ طب کی تعلیم اور مطب کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں (۱)

مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ چنانچہ بقولِ مولانا اصغر حسین دیوبندیؒ " مالٹا سے خطوط میں سب سے پہلے خاندان کو ان کی تعظیم واطاعت کی تاکید فرماتے تھے۔ (۲)

دارالعلوم میں ۴۳ سال علمی وطبی خدمات انجام دیتے رہے اور ۵ اربیع الاول ۱۳۴۵ھ میں وفات پائی۔ اور قبرستان قاسمی میں آسودۂ خاک ہوئے۔

۴ - مولانا رحمۃ اللہ کے چھوٹے صاحبزادے حافظ محمد حسن صاحب کے متعلق مولانا اصغر حسین لکھتے ہیں "شیخ الہند رحمہ اللہ ان کو سب سے چھوٹا بھائی ہونے کی وجہ سے نہایت عزیز رکھتے تھے اور بزرگانہ وپدرانہ شفقت اور ضروری نصائح فرماتے تھے ان کو بھی شیخ الہندؒ سے غایت درجہ الفت وعقیدت تھی، آپ کے زمانۂ اسیری میں زار وقطار رویا کرتے تھے اکثر عمر میں مشغلہ ملازمت رہا۔

(۱) روداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۲۳ھ

(۲) حیات شیخ الہند ص ۸۱

شیخ الہند مولانا محمود حسن

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے شاگرد حضرت شیخ الہند کی پیدائش آپ کے والد مولانا ذوالفقار علی کے انسپکٹر آف اسکولس کی سرکاری ملازمت کے دوران دیوبند سے باہر بریلی میں قیام کے دوران بریلی میں ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء میں ہوئی۔ اظہار مسرت کرتے ہوئے والد بزرگوار نے "محمود حسن" نام رکھا۔[1]

ابتدائی تعلیم اپنے مشہور عالم چچا مولانا مہتاب علی سے حاصل کی۔ قدوری و شرح تہذیب پڑھ رہے تھے کہ دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا آپ اس میں داخل ہوگئے ۱۲۸۶ھ میں نصاب دارالعلوم کی تکمیل کے بعد حضرت نانوتوی سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ بعد ازاں فنون کی بعض اعلیٰ کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ ۱۲۹۱ھ میں دارالعلوم میں مدرس چہارم کی حیثیت سے تقرر ہوا[2] اور تدریجاً ۱۳۰۸ھ میں منصب صدارت پر فائز ہوئے۔ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں ہمراہ حضرت نانوتوی شریف بہ حج ہوئے مکہ مکرمہ میں حاجی امداد اللہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے فیض تعلیم نے مولانا انور شاہ کشمیری، عبیداللہ سندھی، منصور انصاری، حسین احمد مدنی، کفایت اللہ دہلوی، شبیر احمد عثمانی، اصغر حسین دیوبندی، سید فخرالدین احمد، اعزاز علی، ابراہیم بلیاوی، مناظر احسن گیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے مشاہیر اور نامور علماء کی جماعت تیار کی۔

خصوصیات درس کی ایک جھلک مولانا عبیداللہ سندھی کے الفاظ میں: میں نے حضرت شیخ الہند سے حضرت مولانا قاسم کی حجۃ الاسلام پڑھی۔ کتاب پڑھتے ہوئے کبھی کبھی یوں محسوس کرتا کہ جیسے علم اور ارکان میرے دل پر اوپر سے نازل ہو رہا ہے۔[3]

پہلی جنگ عظیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی مگر اس کے آثار سلطنت عثمانیہ کے خلاف

---

[1] مولانا رحمان علی، ترجمہ محمد ایوب قادری، تذکرہ علمائے ہند ص ۴۶۶

[2] تذکرۃ الخلیل (مولانا عاشق الٰہی میرٹھی) ص ۱۱۰

[3] شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۲۶۶

اعصابی جنگ کی شکل میں نمایاں تھے بالآخر ۱۹۱۴ء میں جنگ چھڑ گئی ۱۹۱۱ء میں ترکی حکومت کے خاتمہ کے لئے خفیہ سازش و معاہدہ ہوا شیخ الہند نے اس زمانے میں مسلح انقلاب کے ذریعہ انگریزی اقتدار کے خاتمہ کے لئے وسیع منصوبہ تیار کیا۔ اگست ۱۹۱۶ء میں اسی سے متعلق واقعات ریشمی خطوط کا انکشاف ہو گیا۔ مجوزہ اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے حجاز کے سفر کے دوران والی مکہ نے بہ ایماء انگریز آپ کو ۱۳۳۵ھ میں گرفتار کر کے جدہ پھر مالٹا بھیجا گیا۔ سوا تین سال بعد ۱۹۲۰ء میں رہائی کے بعد دیوبند پہونچے۔ سیاسی سرگرمیوں کے دوران پیرانہ سالی میں خرابی صحت پر ڈاکٹر مختار انصاری کے یہاں دہلی لے جایا گیا لیکن وقت موعود آچکا تھا بالآخر ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کی صبح کو عازم ملک بقا ہو گئے۔

آپ کا علمی سرمایہ (۱) کتابیں (۲) فتاویٰ (۳) تقریریں (۴) شاعری پر منقسم ہے بقول مصنف تذکرۂ شیخ الہند "کتابی سرمایہ میں (۱) ادلۂ کاملہ (۲) ایضاح الادلہ (۳) احسن القریٰ (۴) الجہد المقل (۵) افادات محمودیہ (۶) الابواب والتراجم (۷) کلیات شیخ الہند (۱) (۸) حاشیہ مختصر المعانی (۹) تصحیح ابی داؤد (۱۰) فتاویٰ (۱۱) ترجمۂ قرآن شامل ہیں۔

ملازمت!

فراغت کے بعد بریلی کالج میں پروفیسر ہو گئے۔ چند ہی سالوں میں حکومت کی طرف محکمۂ تعلیم میں انسپکٹر مدارس کی حیثیت سے تقرر ہو گیا۔

اور چونکہ آپ مغربی علوم سے واقف تھے اس لئے پنشن پانے کے بعد دیوبند میں آنریری مجسٹریٹ بنا دیئے گئے۔ آپ نے بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ اپنا فرض پورا کیا۔

مگر آخری چند سالوں میں استعفیٰ دیکر گوشہ نشینی و سبکدوشی حاصل کرلی۔ دوران ملازمت علم و ادب سے رشتہ برقرار رہا۔ اور مختلف کتابیں بھی تحریر کیں (۲)

۱؎ تذکرۂ شیخ الہند (مفتی عزیز الرحمٰن) ص ۲۷-۸۱۔

۲؎ تذکرہ شیخ الہند حیات اور کارنامے۔ ص ۱۶۔ (مفتی عزیز الرحمٰن) (اقبال حسن خاں)

شادی :

مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کی شادی دیوبند کے ایک معزز شخص شیخ بو علی بخش صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ نہایت نیک اور شریف طبیعت کی حامل تھیں مولانا اصغر حسین کے لفظوں میں

ان کی حسن نیت سے گھر میں ہر طرح خیر و برکت کا ظہور تھا مال و عزت کے علاوہ جیسی قابل رشک اولاد میں مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ جیسی عطا فرمائی۔ ایسی عظمت دنیا میں شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔ دو صاحبزادیاں نہایت عفیفہ دیندار صالحہ منتظمہ چار صالح عالم دین بیزدنیوی عظمت کے حامل صاحبزادے آپ کو خدائے پاک نے عطا کئے تھے۔ (۱)

اساتذہ :

آپ کے اساتذہ میں مولانا مملوک علی نانوتوی۔ اور مفتی صدر الدین آزردہ ہیں، ذیل میں مختصر تعارف۔

● مولانا مملوک بن حکیم، نانوتہ کے شیخ زادگان سے ہیں۔ دہلی میں مولانا رشید الدین کے شاگردوں میں سے تھے دہلی کالج میں عرصہ تک مدرس رہے ۔۔۔ تحریر اقلیدس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مولوی عبدالحق کے مطابق! مولانا مملوک جید عالم تھے، طول و عرض میں انکے علم و فضل کا شہرہ تھا۔ مولوی کریم الدین کی " طبقات الشعراء کے حوالے سے!

" مدرس اول مدرسہ دہلی عالم بے بدل اور متقی بے مثل اور فاضل کامل ہیں۔ عہدۂ میر مولوی بہ مشاہرہ سو روپے ماہواری مدرسے میں مقرر ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس فاضل کی جیسی قدر ہونی چاہیئے تھی نہیں ہیں کیونکہ ایسے عمدہ فاضل بہت کم ہوتے ہیں۔ اور واقع میں بنائے مدرسہ عربی ان کی ذات سے مستحکم ہے۔ فارسی، اردو اور عربی تینوں میں کمال رکھتے تھے بیشتر علوم میں مہارتِ تامہ تھی۔

لہ حیات شیخ الہند ص : ۸

مصائب جنگ کی شکل میں [illegible] بالآخر ۱۹۱۴ء میں جنگ چھڑ گئی ۱۹۱۱ء میں ترکی حکومت کے خاتمہ کے لئے خفیہ سازش و معاہدہ ہوا شیخ الہند نے اس زمانے میں مسلح انقلاب کے ذریعہ انگریزی اقتدار کے خاتمہ کے لئے وسیع منصوبہ تیار کیا۔ اگست ۱۹۱۶ء میں اسی سے متعلق واقعات ریشمی خطوط کا انکشاف ہو گیا۔ مجوزہ اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے حجاز سے سفر کے دوران والی مکہ نے بہ ایماء انگریز آپ کو ۱۳۳۵ھ میں گرفتار کر کے جدہ پھر مالٹا لے جایا گیا۔ سوا تین سال بعد ۱۹۲۰ء میں رہائی کے بعد دیوبند پہونچے۔ سیاسی سرگرمیوں کے دوران پیرانہ سالی میں خرابی صحت پر ڈاکٹر مختار انصاری کے یہاں دہلی لے جایا گیا لیکن وقتِ موعود آچکا تھا بالآخر ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کی صبح کو عازم ملک بقا ہو گئے۔

آپ کا علمی سرمایہ (۱) کتابیں (۲) فتاویٰ (۳) تقریریں (۴) شاعری پر منقسم ہے بقول مصنف تذکرہ شیخ الہند" کتابی سرمایہ میں (۱) ادلۂ کاملہ (۲) ایضاح الادلہ (۳) احسن القریٰ (۴) الجہد المقل (۵) افادات محمودیہ (۶) الابواب والتراجم (۷) کلیات شیخ الہند (۱) (۸) حاشیہ مختصر المعانی (۹) تصحیح ابی داؤد (۱۰) فتاویٰ (۱۱) ترجمہ قرآن شامل ہیں۔

ملازمت !

فراغت کے بعد بریلی کالج میں پروفیسر ہو گئے۔ چند ہی سالوں میں حکومت کی طرف محکمہ تعلیم میں انسپکٹر مدارس کی حیثیت سے تقرر ہو گیا۔

اور چونکہ آپ مغربی علوم سے واقف تھے اس لئے پنشن پانے کے بعد دیوبند میں آنریری مجسٹریٹ بنا دیئے گئے، آپ نے بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ اپنا فرض پورا کیا۔

مگر آخری چند سالوں میں استعفیٰ دیکر گوشہ نشینی و سبکدوشی حاصل کرلی۔ دوران ملازمت علم و ادب سے رشتہ برقرار رہا۔ اور مختلف کتابیں بھی تحریر کیں (۲)

۱۔ تذکرہ شیخ الہند (مفتی عزیز الرحمٰن) ص ۲۷-۸۱۔

۲۔ تذکرہ شیخ الہند حیات اور کارنامے۔ ص ۱۶ -(مفتی عزیز الرحمٰن) (اقبال حسن خاں)

شادی :

مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کی شادی دیوبند کے ایک معزز شخص شیخ بو علی بخش صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ نہایت نیک اور شریف طبیعت کی حامل تھیں مولانا اصغر حسین کے لفظوں میں :

ان کی حسن نیت سے گھر میں ہر طرف خیر و برکت کا ظہور تھا مال و عزت کے علاوہ جیسی قابل رشک اولاد میں مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ جیسی عطا فرمائی ۔ ایسی عظمت دنیا میں شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔ دو صاحبزادیاں نہایت عفیفہ دیندار صالحہ، منتظمہ چار صالح عالم دین نیز دنیوی عظمت کے حامل صاحبزادے آپ کو خدائے پاک نے عطا کئے تھے۔ (۱)

اساتذہ :

آپ کے اساتذہ میں مولانا مملوک علی نانوتوی۔ اور مفتی صدر الدین آزردہ ہیں، ذیل میں مختصر تعارف۔

- مولانا مملوک بن حکیم، نانوتہ کے شیخ زادگان سے ہیں۔ دہلی میں مولانا رشید الدین کے شاگردوں میں سے تھے دہلی کالج میں عرصہ تک مدرس رہے ۔ ۔ ۔ تحریر اقلیدس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مولوی عبدالحق کے مطابق! مولانا مملوک جید عالم تھے، طول و عرض میں انکے علم و فضل کا شہرہ تھا" مولانا کریم الدین کی" طبقات الشعرا" کے حوالے سے!

" مدرس اول مدرسہ دہلی عالم بے بدل اور متقی بے مثل اور فاضل کامل ہیں۔ عہدۂ میر مولوی پر بہ مشاہرہ سو روپے ماہواری مدرسے میں مقرر ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس فاضل کی جیسی قدر ہونی چاہیئے تھی نہیں ہوئی ہیں کیونکہ ایسے عمدہ فاضل بہت کم ہوتے ہیں۔ اور واقع میں بنائے مدرسہ عربی ان کی ذات سے مستحکم ہے۔ فارسی، اردو اور عربی تینوں میں کمال رکھتے بیشتر علوم میں مہارت تامہ تھی ۔

---

(۱) حیات شیخ الہند ص : ۸

مدرسہ کو ان کی ذات سے اتنا فیض ملا کہ شاید کسی زمانہ میں کسی استاذ سے اتنا ملا ہو۔ اگر ان کو معدنِ علم اور مخزنِ اسرار کہا جائے تو بجا ہے۔ کوئی کتاب کسی فن سے متعلق ہو حفظ پڑھا دیں گے، گویا کہ حفظ کر رکھی ہے۔ اسی لئے رات دن مدرسہ کے علاوہ ان کے گھر طلبہ پڑھتے ہیں، اور وہ خلیق اس طرح ہیں کہ کسی سے انکار نہیں کر سکتے سب کو پڑھاتے ہیں۔ ۔ ۔ ذکی ذہین تیز فہم محقق اور دقیقہ سنج ہیں۔ (۱)

مولانا عبیداللہ سندھی نے آپ کے بارے میں لکھا ہے!

"آپ فقہ، عربی اور دوسرے علوم و فنون میں اپنے زمانے کے علماء سے ممتاز رہے۔ دہلی کالج میں اپنے استاذ مولانا رشید الدین کے بعد مدرس کا منصب دیا گیا۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا مظہر نانوتوی، شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی عبدالرحمٰن پانی پتی، احمد علی (محدث سہارنپوری)، رشید احمد گنگوہی، شیخ محمد معتمد ابن مملوک علی، سید احمد دہلوی بانی جامعہ علی گڑھ، نذیر احمد (مترجم قرآن) ذکاء اللہ اور دوسرے نامور اہلِ علم کو ان کی شاگردی کا شرف و فخر حاصل ہے۔" (۲)

سرسید احمد خاں نے ان کی علمی عظمت کو یوں بیان کیا ہے:

"علم معقول و منقول میں استعداد کامل اور کتب درسیہ کا ایسا استحضار ہے کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابوں سے گنجینۂ عالم خالی ہو جائے تو ان کے لوحِ محفوظ سے پھر ان کی نقل ممکن ہے۔" (۳)

مولانا مملوک علی کا ۱۲۶۷ھ میں انتقال ہوا۔ اور آپ مقبرۂ ولی اللہ دہلوی میں آسودۂ خواب ہوئے۔

---

(۱) طبقات شعراء ہند، مولوی کریم الدین

(۲) مفتی صدر الدین آزردہ

(۳) بحوالہ مولانا عبیداللہ سندھی، شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۲ ص ۲۰۶۔